ISSN (Online): 3007-3294, ISSN (Print): 3007-3286, HEC Recognized Y-Category Journal

جویریہ سعید

ایم فل اُردو اسکالر، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

فکشن اور جادوئی حقیقت نگاری: مظہر الاسلام کی ایک کہانی کا تجزیہ

Javairia Saeed

M.Phil Urdu Scholar, National University of Modern Languages, Islamabad

Fiction and Magical Realism: An Analysis of a Story by Mazhar ul Islam

ABSTRACT

Magical realism is a technique that presents the fusion of reality and magic in such a way that the fantasy and real worlds are indistinguishable and that surprising transcendental elements appear to be connected to everyday affairs. In this technique, the elemental, paranormal world fuse reality with magic seamlessly. The concepts of the paranormal and supernatural are found in cultural and political contexts. This article tends to analyse the elements of magical realism and its uses in the story. This study will be based on the ideas presented in Magical Realism: Theory, History, Community by Parkinson Zamora, and Wendy B. Faris. This analysis will also cover how Mazhar-ul-Islam performed the task of conveying meanings by combining the traditional concept of reality and transcendence using this technique.

Keywords: *Magical Realism, Mazhar ul Islam, aik kahani bhula deny ky liay, Phenomenal World, fantasy, Parkinson Zamora, Wendy B. Faris*

ادب کی تشکیل میں کئی عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔ انفرادی اور اجتماعی انسانی تجربات، احساسات اور مشاہدات کا امتزاج اور نظریات کا نیاپن ادب کے ارتقا کا باعث بنتا رہتا ہے۔ ادب کا ایک بنیادی مقصد قاری کو نیا اور منفرد تجربہ فراہم کرنا بھی ہوتا ہے۔ لکھاری قارئین کو حظ فراہم کرنے اور فنی جمال میں اضافے کے لیے مختلف ادبی تکنیکوں کا استعمال کرتا ہے تاکہ طویل المعیاد تاثر قائم کیا جاسکے۔ جادوئی حقیقت نگاری ایک ایسی ہی تکنیک ہے جو ادب میں دنیا کی پیچیدگیوں، تضادات اور امتیازات کو بیان کرنے کا ایک منفرد طریقہ فراہم کرتی ہے۔ اس کے ذریعے حقیقی اور غیر حقیقی عناصر کو ایک دوسرے میں مدغم کرکے پیش کیا جاتا ہے۔

فرہنگِ آصفیہ میں "جادو" کا مطلب سحر اور افسوں درج ہے[1] جبکہ جادو کے عمل کی توضیح اس طرح کی جاسکتی ہے کہ حیرت زدہ کرنے والا ایسا عمل جس کے اثرات تو ہوں مگر وجہ سامنے نہ آئے یا جسے وجہ بتایا جارہا ہو وہ

Article (2-2-5) Published on 31-12-2024, Pages (44-56)

Email: tashkeel@uoj.edu.pk , Website (OJS): tashkeel.uoj.edu.pk

Department of Urdu, University of Jhang, Chiniot Road, Jhang, Punjab, Pakistan.

خلافِ عقل یا خلافِ عادت معلوم ہو۔ فرہنگِ آصفیہ کے مطابق "حقیقت" کا معنی اصلیت اور ماہیت ہے[2] جبکہ حقیقت ایک اہم فلسفیانہ اصطلاح بھی ہے جو بہت سی ذیلی اصطلاحات رکھتی ہے۔ عام زبان میں حقیقت اُس مجموعی کیفیت کو کہا جاسکتا ہے جو واقعی موجود ہو، جس کا مشاہدہ کیا جاسکے اور جو کسی صورت میں قابل تجربہ بھی ہو۔یوں جب جادوئی حقیقت نگاری کی بات کی جاتی ہے تو ایک حیران کن تضاد سامنے آتا ہے یعنی یہ کیسے ممکن ہے کہ کچھ بیک وقت جادوئی بھی ہو اور حقیقی بھی۔ یہی تضاد اس تکنیک کی انفرادیت ہے جس میں حقیقت روایتی حدود کو توڑ کر معنی خیز زاویے کے ساتھ بھرپور طریقے سے رونما ہوتی ہے۔

جادوئی حقیقت نگاری (Magical Realism) ایک ایسی تکنیک ہے جو حقیقت اور طلسم کا ملاپ کچھ اس طرح پیش کرتی ہے کہ تصوراتی اور حقیقی دنیا میں فرق نہیں رہتا اور حیران کن ماورائی عناصر روزمرہ معاملات سے متصل دکھائی دیتے ہیں۔ جادوئی حقیقت نگاری اور اس کے تاریخی پس منظر کو مریم عبادی آسیش(Marya Ebadi Asayesh)اور محمت فکرت آرارگوچ(Mehmet Fikret Arargüc)نے اپنے ریسرچ آرٹیکل بعنوان "Magical Realism and its European Essenc"میں کچھ یوں تحریر کیا ہے:

> "Magical realism is known with its oxymoronic characteristic, magic plus realism. ...The term "magic realism" first appeared in German philosophy in 1798 in Novalis' notebook. Then, it entered art criticism in 1925 through Rho's essay and developed in Italy through by Bontempelli. Later, after transformation and formation, magical realism appeared in the novels as a popular mode first in Latin America and then worldwide." [3]

ترجمہ: جادوئی حقیقت نگاری کو اس کی متضاد خصوصیات یعنی جادو اور حقیقت پسندی کی وجہ سے جانا جاتا ہے۔"جادوئی حقیقت نگاری" کی اصطلاح پہلی بار جرمن فلسفے میں 1798ء میں نوو الیس کی نوٹ بک میں شائع ہوئی۔ پھر، یہ تصور فرانز رہو (Franz Rho)کے مضمون کے ذریعے 1925 میں آرٹ کی تنقید میں داخل ہوا اور پھر البرٹو ساوینیو بون ٹیمپلی (Alberto Savinio Bontempelli)کے ذریعے اٹلی میں فروغ پایا۔ تبدیلی اور تشکیل کے عمل سے گزرنے کے بعد جادوئی حقیقت نگاری پہلے لاطینی امریکہ کے ناولوں اور پھر دنیا بھر میں ایک مقبول طرز کے طور پر نمودار ہوئی۔

بیسویں صدی کے وسط میں لاطینی امریکہ کے ادبی حلقوں نے عالمی سطح پر اس تکنیک کو باضابطہ طور پر متعارف کروایا۔ مغربی ادب میں جادوئی حقیقت نگاری کے بہت سے نمونے ملتے ہیں جن میں جوان رولفو کا ناول پیدرو پارامو(Pedro Páramo) ایسے دیہات کی داستان ہے جہاں زندہ اور مردہ افراد کے درمیان فرق مٹ جاتا ہے اور کئی لوازمات کے شامل ہونے سے جادوئی حقیقت نمایاں ہوتی ہے۔ خولیو کورٹاثار کا ناول ہاپ سکاچ(Hopscotch) حقیقت اور خواب کا بہترین امتزاج پیش کرتا ہے۔ زندگی کی پیچیدگیوں کو جادوئی حقیقت نگاری کے ذریعے بیان کرتا گبریل گارسیا مارکیز کا ناول تنہائی کے سو سال(One Hundred Years of Solitude)، جادوئی حقیقت نگاری کا ایک شاہکار سمجھا جاتا ہے۔ فرانز کافکا کی کہانی "میٹامورفوسز"(The Metamorphosis) میں بھی جادوئی حقیقت نگاری کے کچھ عناصر موجود ہیں اسی طرح طلسماتی حقیقت کا استعمال ایزابیل آلیندے کے ناول "روحوں کا مکان" (The House of the Spirits) میں نمایاں ہے۔ لورا اسکویول کا ناول "چاکلیٹ کے لیے پانی کی طرح(گرم)" (Like Water for Chocolate) لاطینی امریکی ناول ہے جو جادوئی حقیقت نگاری کی عمدہ مثال ہے۔

اردو ادب کے حوالے سے بات کی جائے تو قرۃ العین حیدر کی کچھ تخلیقات جیسے ناول "آگ کا دریا" اور "چاندنی بیگم" میں تاریخی حقائق، فلسفہ، اور ماورائی تصورات کے امتزاج سے جادوئی حقیقت نگاری ابھرتی نظر آتی ہے۔ انتظار حسین کا نام جادوئی حقیقت کے تناظر میں کافی اہم ہے۔ مشہور ناول "بستی" میں ماضی، حال اور مستقبل کی نادیدہ دنیاؤں کے ملاپ نے اس ناول میں ایسی صورت حال پیش کی ہے جس کی وجہ سے حقیقت اور فسانے کی سرحدوں پر گہری دھند دکھائی دیتی ہے۔ قدیم اساطیر، ترکِ وطن، انفرادی شناخت، شکوک و شبہات میں گھرے کردار، وقت کا دائروی اور گردشی رویہ اسے جادوئی حقیقت کا رنگ عطا کرتا ہے۔ اسی حوالے سے ایک اور معتبر نام مرزا اطہر بیگ کے ناول "غلام باغ" کا ہے۔ مختلف ادوار میں خواب اور حقیقت کا سنگم ایک پُراثر تجربے کے طور پر اس طرح ابھرتا ہے کہ حقیقت اور فکشن میں فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

جادوئی حقیقت نگاری کی پیشکش کے لیے دو طرح کا انداز اختیار کیا جاتا ہے۔ اول کسی ادب پارے میں ماورائی عناصر کو حقیقت کے ساتھ ملا کر پیش کیا جاتا ہے جبکہ دوسرا طریقہ مانوس ماحول کے ساتھ ایسی حقیقت پیش کرنا جو اپنے اندر ایک جادوئی اور طلسماتی کیفیت رکھتی ہو؛ یعنی کہا جا سکتا ہے کہ روزمرہ زندگی میں غیر معمولی واقعات کی ایسی ترتیب جس میں حقیقی دنیا کے اصولوں سے واضح ٹکراؤ موجود ہو جادوئی حقیقت نگاری کی ایک شکل ہے۔ ہر تکنیک کی کچھ منفرد اور نمایاں خصوصیات ہوتی ہیں؛ اسی طرح ہر تکنیک کا دائرۂ کار اور مقصد بھی مختلف ہوتا ہے جس کے ذریعے کسی بھی تخلیقی یا تحقیقی عمل کو مکمل اور پُراثر بنایا جاتا ہے اور کسی بھی تکنیک کا درست اطلاق مطلوبہ نتائج کے حصول میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

ایچ۔پی۔ ثمانے اپنے مضمون "Magical Realism: Fascinating World of Evolving Imagery" کے اختتامی نتائج میں جادوئی حقیقت نگاری پر امریکی نقادرے ورزاسکونی (Ray A. Verzasconi) اور روبرٹو گونزالیز ایچی ورریا(Roberto González Echevarría) کا نظریہ کچھ اس طرح پیش کیا ہے:

> "Magical realism is an expression of the New World reality which at once combines the rational elements of the European super-civilization, and the irrational elements of a primitive America. Gonzalez Echevarria believes that magical realism offers a world view that is not based on natural or physical laws nor objective reality. However, the fictional world is not separated from reality either". (4)

ترجمہ: جادوئی حقیقت اس نئی دنیا کی حقیقت کا اظہار یہ ہے، جو بیک وقت یورپی ارفع تہذیب کے منطقی عناصر اور قدیم امریکہ کے غیر منطقی عناصر کو یکجا کرتا ہے۔ گونزالیز کا ماننا ہے کہ جادوئی حقیقت ایک ایسی دنیا کا نظریہ پیش کرتی ہے جو نہ تو طبعی قوانین پر مبنی ہے نہ ہی معروضی حقیقت پر۔ تاہم، یہ خیالی دنیا حقیقت سے الگ بھی نہیں ہے۔

یعنی مغرب میں اس منفرد اندازِ تحریر کے ذریعے خطے کی پیچیدہ سماجی صورت حال اور تاریخی منظر ناموں کی عکاسی بھی کی گئی ہے۔ جادوئی حقیقت نگاری کے چند اہم تصورات درج ذیل ہیں:

۱۔ عجیب و غریب غیر حقیقی واقعات روزمرہ قدرتی ماحول میں تقریباً قابلِ قبول حالت میں اس طرح پیش کیے جاتے ہیں کہ عام کہانی کی طرح علیحدگی کی سرحدوں کا تعین نہیں ہوتا۔

۲۔ قارئین کے لیے کہانی کی تفہیم کے وسیع امکانات موجود ہوتے ہیں۔

۳۔ اکثر اوقات ایک مبہم طاقتور ماحول پُر اثر کرداروں کے ساتھ داخلی زندگی کو سماجی سیاق و سباق کے ساتھ سامنے لاتا ہے۔

۴۔ جادوئی عناصر اکثر علامتی پیرائے میں بیان کیے جاتے ہیں۔

۵۔ وقت اور وجود کا گردشی تصور ہوتا ہے۔ احیا، تسلسل اور حالات و واقعات کا باہمی ربط کسی سیدھی لکیر کی بجائے ایک دائرے میں رواں دکھائی دیتا ہے جہاں چیزیں بار بار دہرائی جاسکتی ہیں۔

زمورا اور ونڈی بی فیرس نے اپنی مشترکہ تصنیف "جادوئی حقیقت نگاری: نظریہ، تاریخ، کمیونٹی" (Magical Realism: Theory, History, Community) میں جادوئی حقیقت نگاری کا مفصل جائزہ لیا گیا ہے اور اس کے متعلقات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔[5] مذکورہ کتاب میں جادوئی حقیقت نگاری کی بیان کی گئی خصوصیات میں سے چند اہم خصوصیات یہاں درج کی جاتی ہیں جو ادب پاروں میں جادوئی حقیقت کی تفہیم کے لیے ایک بنیادی ڈھانچہ فراہم کرتی ہیں۔

۱۔ جادو کا ناقابلِ تخفیف عنصر (Irreducible Element of Magic)

۲۔ حقیقت اور جادو کا امتزاج (The coexistence of the real and the enchanted)

۳۔ غیر معمولی دنیا (Phenomenal World)

۴۔ ابہام (Ambiguous Doubts)

۵۔ وقت، جگہ اور شناخت میں بے قاعدگی (Disruptions of Time, Space, and Identity)

۶۔ ثقافتی اور سیاسی سیاق وسباق (Cultural and Political Contexts)

مظہر الاسلام ایک منفرد اور مشّاق کہانی کار ہیں۔ حقیقت اور تخیل کے حسین امتزاج سے محبت، موت اور انسانیت جیسے موضوعات پر ایک الگ نظریہ رکھتے ہوئے اپنی جداگانہ حیثیت کا احساس دلاتے ہیں۔ "خط میں پوسٹ کی ہوئی دوپہر" مظہر الاسلام کی کہانیوں کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب کی زیادہ تر کہانیوں میں پُر اسراریت نمایاں ہے۔ یہ کہانیاں منفرد اندازِ تحریر اور تہ در تہ دبیز پردوں میں پوشیدہ معانی کی بازیافت کی دعوت دیتی ہیں۔ ڈاکٹر تحسین بی بی اپنے مضمون "مظہر الاسلام کے افسانوں میں سیاسی شعور و عصری موضوعات: ایک تجزیہ" میں لکھتی ہیں:

> "مظہر الاسلام کے افسانوی مجموعہ 'خط میں پوسٹ کی ہوئی دوپہر' کے افسانوں میں بھی سیاسی شعور اور عصری حالات و واقعات کی جھلکیاں بکھری ہوئی ملتی ہیں۔ مظہر الاسلام نے اپنے افسانوں میں خاکروبوں، مزدوروں، کسانوں اور غریب طبقے کے عوام کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اپنے عہد کے سیاسی، سماجی اور نفسیاتی پس منظر میں انتہائی بے باکی سے پیش کیا ہے۔ مظہر الاسلام نے افسانوں میں علامت اور استعارے کا استعمال اس طریقے سے کیا ہے کہ مفاہیم و مطالب تک قاری کی رسائی با آسانی ہو جاتی ہے۔"[6]

"ایک کہانی بھلا دینے کے لیے" اسی مجموعے میں شامل کہانی کا عنوان ہے۔ حقیقت اور تخیل کی دھندلی فضا میں زندگی، موت، محبت، اور وقت کے بارے فلسفیانہ انداز سے منفرد سوالات اٹھاتی یہ منفرد کہانی حقیقی ماحول میں جادوئی عناصر کو محض سحر انگیزی کے لیے استعمال نہیں کرتی بلکہ بہت سے سماجی معلاملات پر نئے انداز سے غور کرنے

کی دعوت دیتی ہے۔ کہانی کا آغاز مرکزی کرداروں کے مکالمے سے ہوتا ہے۔ ایک مردہ کردار اپنے آپ کو دفنانے اور دوسرا مرکزی کردار کفن دفن کے انتظامات میں تاخیر کی وجہ بیان کر رہا ہے۔ موت کو زندگی کی طرح بالکل عام انداز میں بیان کیا جارہا ہے جیسے یہ ایک معمول کا معاملہ ہو۔ اس ساری کہانی میں متعدد مقامات پر طلسمی عناصر کی روزمرہ معمول میں عجیب و غریب سرگرمی نمایاں نظر آتی ہے۔ کہانی میں موت بھی حیات کی مانند روزمرّہ زندگی کے واقعات میں میں بلا کسی رکاوٹ کے شامل ہے جو حیران کن ہونے کے باوجود کافی حد تک قابلِ قبول بھی ہے۔ دیگر علامتی عناصر کے ذریعے جادوئی فضا مستحکم نظر آتی ہے۔ کہانی کے ابتدائی جملے ملاحظہ کریں:

> "آدھی رات کے وقت وہ بھی آ گیا اور بولا۔ میں وہ کالی بس بھی لے آیا ہوں۔ آؤ آج تمہیں دفن کر دیں۔ میں نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور کہا تم وعدے کے بڑے پکے ہو اور وقت کے بھی پابند ہو، تم واقعی ایک اچھے دوست ہو۔ اس نے کرسی پر بیٹھ کر سگریٹ سلگایا اور بولا۔ میں تو اس سے پہلے ہی آجاتا مگر آج یہ کالی بس سارا دن بہت مصروف رہی۔ شہر میں چھ موتیں ہوئیں اور آخری جنازہ اٹھانے میں بہت دیر ہو گئی۔ اب شہر میں اس ایک بس کے سوا اور تو کوئی انتظام ہے نہیں۔ یارا یہ کالی بس بھی بڑی دلچسپ ہے۔ دوسری بسوں میں تو جگہ نہیں ملتی مگر اس بس میں مرحوم کو بالکل ڈرائیور کے ساتھ جگہ ملتی ہے۔"(7)

کہانی کے آغاز میں ابتدائی چند جملوں میں ہی جادوئی حقیقت نگاری کے دو عناصر کی شناخت اس کی معنویت اور گہرائی کا پتہ دیتی ہے۔ بظاہر حقیقی ماحول میں دوست کا آدھی رات کو مردہ دوست کے پاس آنا اور مردے کا خود دفن ہونے کے لیے تیار کرنا ماورائیت کو حقیقت کے روپ میں پیش کرنے کی عمدہ مثال ہے۔ اس کے بعد "کالی بس" کا تذکرہ ایک ایسے جادوئی عنصر کے طور پر سامنے آتا ہے جس کے ذریعے آخرت کے سفر کا روایتی تصور غیر معمولی انداز میں نمایاں ہے۔ کردار حقیقت کے قوانین سے بالاتر ہو کر موت کو زندہ تجربے کی طرح قبول کر رہے ہیں جیسے قضا شاید اتنی قطعی نہیں جتنی بظاہر دکھائی دیتی ہے۔ موت میں بھی شعور کی کیفیت اس کہانی کو جادوئی حقیقت کے ساتھ ساتھ فلسفیانہ پہلو بھی عطا کرتی ہے۔ روایتی طور پر سفر کا اختتام متوقع ہے مگر شعور کی نوعیت مسلسل ارتقائی عمل کی نمائندگی کرتی ہے جہاں سفر ختم نہیں ہوتا بلکہ ایک نئی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ جیسے کارل یونگ (Carl Jung) نے موت کو ایک اندرونی تجربے اور شعور کے آغاز کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس کے مطابق بھی موت ایک علامتی عمل ہے؛ انسان کے غیر شعوری پہلوؤں کے انکشاف کا ذریعہ جس کا مقصد ایک نئی سطح پر بیداری حاصل کرنا ہے۔ مرحوم کو کالی بس میں ڈرائیور کے ساتھ جگہ ملنے کے تصور میں روزمرہ کے عام واقعے کو غیر معمولی سطح تک لا کر طلسمی حقیقت کی جھلک دکھانا

ہے۔کہانی جیسے جیسے آگے بڑھتی ہے دنیاوی اور غیر دنیاوی تصورات کی باریک سرحد مزید دھندلی ہوتی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر مختصر مکالمہ دیکھیے :

"چلو پھر جلدی کرو تمہیں دفن کر آئیں۔تم پوری طرح مر چکے ہونا؟لواب پوچھ رہے ہو۔
مجھے تو مرے ہوئے کئی دن ہو چکے ہیں۔یاد کرو میں تمہیں کتنے دنوں سے کہہ رہا ہوں کہ
کسی دن وقت نکال کر آجاؤاور مجھے دفن کر آؤ۔"(8)

درج بالا جملے سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ کردار غیر حقیقی ہوتے ہوئے حقیقی دنیا سے جڑا ہوا ہے اور اس کی اندرونی کیفیت کرب کی صورت میں جملوں کی تہہ میں پوشیدہ ہے۔یہ عنصر ماحول کو زیادہ جادوئی بھی بنا رہا ہے مگر حقیقت کا جبر بھی چھلکتا دکھائی دیتا ہے۔جادوئی حقیقت نگاری کے کے حوالے سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ کہانی میں ماورائی اور حقیقی دنیا کا خوب صورت امتزاج ہے۔ مصنف کہانی کے ماحول کو حقیقی فضا میں دنیاوی زندگی کے تمام لوازمات کے ساتھ جادوئی طریقے سے پیش کرتا ہے اور ان تمام لوازمات کی اپنی ایک نیم علامتی سی کیفیت ابھر کر سامنے آتی ہے۔اس کہانی کی تکنیک میں جادوئی حقیقت نگاری ضرور ہے مگر اس کا مرکزی خیال انسانیت ہے جس میں ذیلی موضوعات جیسے ،محبت ،موت ،وقت اور خوشی و غم کا تصور تقویتی عوامل کے طور پر ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ انسان کی تکریم کو سماج میں اہمیت دینے کا خیال ایک پس پردہ خواب کی صورت میں کہانی کے ہر پہلو میں نمایاں ہے۔اسی لیے اس طرزِ تحریر کو مغلوب اور استحصال زدہ سماج کی آواز بھی قرار دیا جاتا ہے۔غیر معمولی دنیا میں ابہام کا رنگ کہانی کے مجموعی ماحول اور کرداروں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ کہانی کے مرکزی کردار کی درج ذیل گفتگو جادوئی حقیقت نگاری کے ثقافتی سیاق وسباق کی جھلک دکھاتی نظر آتی ہے:

"لیکن میں اپنی محبوبہ کو تو خط لکھ دوں۔
بیو قوف مت بنو!مرا ہوا آدم محبوبہ کا نہیں بیوہ کا ہوتا ہے۔اس کے لیے یہ خط بالکل فضول ہو گا۔ البتہ اپنی بیوی کو اپنی موت کی اطلاع ضرور دے دو اور اس کے لیے خط لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔یہ اطلاع میں تمہاری بیوی کو پہنچادوں گا اور اسے یہ بھی بتادوں گا کہ میں نے تمہیں تمہاری مرضی کی جگہ دفن کر دیا ہے۔وہ روئے گی ماتم کرے گی۔زندہ اور صحتمند آدمی محبوبہ کا ار بیمار او مرا ہوا آدمی بیوی کا ہوتا ہے۔"(9)

کہانی کی جزئیات میں معمول کے علم یا عقلیت سے باہر کے عناصر کی اپنی جگہ ضرور ہے مگر ثقافتی یاداشت کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مردہ شخص کی محبوبہ کو خط لکھنے کی خواہش اور اس کے جواب میں پیش کی گئی وضاحت کہ موت کے بعد بیوی ہی اہمیت رکھتی ہے ؛ایک انسانی کشمکش کا بھی راز کھولتی ہے۔ایک مردہ شخص کا مکالمہ

مشرقی معاشرت میں ازدواجی تعلقات اور محبت کے تصورات پر ایک سماجی طنز کی صورت میں ابھرتا ہے جہاں محبوبہ زندگی کے خوب صورت پہلو کی علامت اور بیوی کو موت کے بعد کی حقیقت دکھلایا ہے مگر یہ اعتراض بھی کیا جاسکتا ہے کہ یہ پیشکش مردانہ نقطۂ نظر سے کی گئی ہے۔ اس سارے قضیے میں بھی مشرقی ثقافتی سیاق غالب نظر آتا ہے۔ ساری گفتگو میں انسانی تجربات کے مختلف پہلوؤں جیسے موت، محبت، شادی اور پھر دوستی کی توضیح جادوئی حقیقت کے فلسفے کے مطابق کی گئی ہے جس کی پیچیدگی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ معاملہ مرنے کے بعد بھی جاری ہے۔ یہ تمام تجربات قاری کو اپنی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کی دعوت بھی دیتے ہیں ؛یعنی اس تکنیک کے استعمال سے سماجی حالات کی عکاسی بھی کی جاسکتی ہے چاہے بیانیہ مختلف دنیاؤں جیسے زندگی اور موت، تاریخ اور افسانہ یا ماضی اور حال میں امتیازات کو دھندلا دے مگر مطمح نظر سمجھنا زیادہ مشکل نہیں ہے۔

جادوئی حقیقت نگاری کے ثقافتی اور سیاسی سیاق کے تناظر میں بعض اوقات تحریر ایک طنزیہ یا مزاحیہ فاصلہ تخلیق کرتی ہے جو قاری کو کئی انداز سے سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔ اپنے جادوئی رنگ کی وجہ سے تحریر ایک منفرد اور دلچسپ تجربہ بنتے ہوئے سماجی سیاسی اور معاشرتی سچائیوں سے پردہ بھی اٹھاتی ہے اور دبے لفظوں میں تنقید بھی نظر آتی ہے۔ مثال کے طور پر کہانی میں مردہ کردار کا استفسار اور دوسرے مرکزی کردار کا جواب ملاحظہ فرمایئے :

> "ٹھیک ہے مگر کیا تم اکیلے یہ کام کر سکوگے ؟ کہو تو میں اپنے دوست کو ساتھ لے لوں۔ اسے میری آخری رسومات میں شرکت کر کے خوشی ہوگی۔ دوستوں کو تو قبر پر مٹی ڈالنی ہی چاہیے۔
>
> کون سا دوست ؟
>
> وہی جس سے تم اس دن ملے تھے !
>
> نہیں۔ ہم اکیلے جائیں گے۔۔۔ کیا پتہ وہ تمہاری قبر کھودنے اور تمہاری میت کے ساتھ قبرستان جانے کا معاوضہ طلب کرے۔ اس کی تربیت جس ماحول میں ہوئی ہے وہاں ہر بات کاروباری نقطۂ نظر سے دیکھی جاتی ہے۔۔۔ وہ تو موت کے بعد کی زندگی پر یقین نہیں رکھتا۔ کیا پتہ اسے جب تمہاری موت کا علم ہو تو وہ تم سے دوستی کا رشتہ ہی توڑ لے کیونکہ وہ تو زندگی پر یقین رکھتا ہے۔۔۔۔ "ٹھیک کہتے ہو وہ واقعی ہر بات میں فائدہ تلاش کرتا ہے۔ وہ صرف اپنی غرض کا خیال رکھتا ہے۔ وہ ایک انتہائی سخت دل آدمی ہے۔ اِس میں اُس کا کوئی قصور نہیں اس کی تربیت میں یہ بات شامل ہے کہ دنیا کے ہر رشتے کی بنیاد غرض پر ہوتی ہے۔ وہ کسی کے لیے قربانی دینا گناہ سمجھتا ہے۔"(10)

ساری کہانی میں زندگی اور موت کے پر سرار تجربے ایک ہموار سطح پر متوازی انداز سے رواں ہیں۔ انسانی تعلقات کی پیچیدگیوں کی عکاسی عام حالات میں غیر معمولی اور جادوئی پہلوؤں کو باہم ملا کر کی گئی ہے۔ مردہ دوست کی جانب سے آخری رسومات میں شرکت کی خواہش، اور دوسری جانب اس کی ممکنہ خودغرضی یہ بات واضح کرتی ہے کہ دونوں کی سوچ کے درمیان ایک گہرا فرق ہے جسے سماجی تقاضوں اور مصلحت کے تحت نظر انداز کیا گیا۔ یہ جملہ کہ دنیا کا ہر رشتہ کسی نہ کسی غرض کی بنیاد پر ہوتا ہے؛ دراصل ساری زندگی کے تجربات کا نچوڑ بھی ہے مگر کچھ آگے بڑھتے موت کی خنک آمیز کیفیت کو زندگی کی حرارت دیتا ایک جملہ یہ ہے: "کیا پتہ اپنے بیٹے کا بوسہ تمہیں پھر سے زندگی کی حرارت سے آشنا کر دیتا "(11)

اس جملے میں جہاں مایوسی کچھ کم ہوتی نظر آتی ہے وہیں یہ بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ جادوئی حقیقت نگاری میں غیر منطقی اور خوابناک فضا پیدا کرنے کے واسطے واضح طبعی قوانین میں دخل اندازی بھی کی جا سکتی ہے۔ اس جملے کے امکان میں بھی ایسا ہی کچھ ہے کہ بیٹے کے خلوص اور محبت سے لبریز بوسے میں اتنی غیر معمولی قوت ہو سکتی ہے کہ وہ مرے ہوئے شخص کو زندگی کی گرمی سے دوبارہ روشناس کر دے۔ حالانکہ اس سے پہلے کی ساری گفتگو میں مردہ ہو کر بھی معاملاتِ دنیا سے بالواسطہ طور پر نبرد آزما ہونا بھی ایک معمول کا واقعہ ہی ہے۔ زندگی کی دیگر سفاک حقیقتوں اور محسوسات کا ذکر بھی اس کہانی کا حصہ ہے۔ مثال کے طور پر لالچی لوگوں کی قبریں، جھوٹ فریب سے تنگ آکر بچوں کی قبروں کے نزدیک دفن کی خواہش، قبر پر پھولوں کی امید ناہونا اپنی گزری زندگی کے تجربے کا بیان ہے۔

جادوئی حقیقت نگاری کی اور اہم خصوصیت وقت، جگہ اور شناخت میں بے قاعدگی ہے۔ جادوئی حقیقت کی خصوصیات رکھنے والی کہانی میں اکثر وقت کے متوقع بہاؤ سے انحراف کرتے ہوئے بگاڑ کی صورت دکھائی جاتی ہے۔ کبھی کبھار کسی دوسرے پہلو سے معنی کی وضاحت کر دی جاتی ہے مگر اکثر معاملہ مبہم ہی چھوڑ دیا جاتا ہے؛ یعنی کبھی کبھار اس تکنیک میں وقت کی فلسفیانہ نوعیت نئے سوالات کو جنم دیتی ہے۔ مثال کے طور پر کیا دوستی کی بنیاد وقت اور حالات پر منحصر ہوتی ہے؟ موت کے بعد بھی محبت برقرار رہ سکتی ہے؟ اگر ہاں تو اس حیثیت کیا ہوگی؟ موت ایک واقعہ ہے؟ موت اور زندگی کی باریک سرحد کو کیا ایک ہی رنگ سے دیکھا جانا چاہیے؟

جادوئی حقیقت کی حامل کہانیوں میں اکثر کسی بھی قسم کے اسباب و نتائج پر توجہ نہیں دی جاتی بلکہ اس کے برعکس قاری کی موضوعاتی اور جذباتی وابستگی پیدا کر کے علامتی مفاہیم سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر مردہ کردار کا یہ جملہ دیکھیے :

"میرے دل میں ایک خیال آیا تو میں نے کہا: یار ایک لوک کہاوت یہ ہے کہ قبریں بھی ماں کی طرح ہوتی ہیں اور وہ یوں ہمارا انتظار کرتی رہتی ہیں جیسے مائیں اپنے بچوں کا انتظار کرتی ہیں۔"(12)

اس کے بعد دوست کے مندرجہ ذیل جملے:

"کیا تم نے سب کو بتا دیا تھا کہ تم آہستہ آہستہ مر رہے ہو؟" ہاں میں نے سب کو بتا دیا تھا۔
مگر وہ یہی کہتے رہے کہ تم نہیں مرو گے۔
اور تم مر گئے۔
بالکل.....اب میں تمہاری کسی بات کا جواب نہیں دوں گا۔"(13)

جادوئی حقیقت کے علاوہ بھی ادبی تخلیقات میں مصنف کی طرف سے قاری کی توجہ مرکوز رکھنے اور معانی کی بہتر تفہیم کے لیے جذباتی تعلق قائم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ تعلق کہانی کی تاثیر کو بڑھاتا ہے۔ اس کہانی میں بھی مصنف نے مختلف حربوں کے ذریعے جذبات کو ابھارنے کی کوشش کی ہے۔ کہانی کی بُنت میں غیر معمولی عناصر کی حقیقت پسندانہ وضاحت قاری کو پیش کردہ مواد کی قبولیت پر اکساتی ہے۔ جادوئی ماحول میں حقیقی مسائل غیر یقینی کیفیت میں بھی سچ کا پہلو نمایاں رکھ رہے ہیں۔ موت کو اپنا کر چلتا پھرتا ہوش مند کردار کئی مسائل کی نشاندہی کر رہا ہے۔ یہی عنصر طلسماتی فضا کو یکا یک انسانی سطح پر لے آتا ہے۔ درج بالا جملے میں قبر کو ماں کی گود کی مانند قرار دینا دراصل دنیاوی پریشانیوں سے چھٹکارا حاصل کر کے سکون کا سانس لینا ہے۔ آہستہ آہستہ مرنے اور آخر کار موت کو گلے لگانے کے پس منظر میں بھی ایک جذباتی صورتِ حال نمایاں ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ انسانی جذبات و احساسات جیسے محبت، نفرت، دکھ اور کسی حد تک خوشی کو بھی سماجی منظر نامہ سامنے رکھتے ہوئے بیان کیا جا رہا ہے۔ وقت جگہ اور شناخت میں بے قاعدگی بھی اس کہانی کی مختلف حصوں سے عیاں ہے۔ قبرستان کی حیثیت اور وہاں ہونے والا مکالمہ ایک طرح کی بے ضابطگی کا موجب ہے۔ شناخت کے معاملے میں جسمانی وجود سے ماوراء ہونے اور موت کے بعد دوستوں کی زندگی کی ترجیحات اور شناخت کی حقیقت جغرافیائی اور ثقافتی سیاق و سباق کے تحت بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ یعنی ایک دوست دفنانے کا کام سرانجام دے رہا ہے اور دوسرا شاید مرنے کی وجہ سے قطع تعلق کر لے۔ اسی طرح جادوئی حقیقت نگاری میں وقت، جگہ اور شناخت کی بے قاعدگی کہانی میں انسانیت کے دو اہم پہلوؤں یعنی محبت اور مادیت پرستی کے درمیان کی کشمکش کو اجاگر کرتی ہے۔

طلسماتی اور جادوئی کیفیت کے امتزاج سے اس کہانی کے مرکزی معمے کو سلجھانے کا کام آخر میں قاری کے لیے ہی چھوڑا گیا ہے۔ پوری کہانی میں زندگی اور موت کے درمیان دھندلی لکیر اختتام تک چلے جاتی ہے۔ مرکزی

کردار کی حالت دیگر کئی حوالوں اور پیشکش کے انداز کی وجہ سے قارئین کو غور کرنے پر آمادہ کرتی ہے کہ طلسم اور حقیقت کا ادراک کیسے کیا جائے۔ آخری جملے دیکھیے :

> "پھر اس نے بیلچے سے میری قبر بھرنی شروع کی اور جب قبر مکمل ہو گئی تو اس نے میری وصیت کے مطابق میری طرف سے بھی مٹھی بھر مٹی میری قبر پر ڈالی۔ دُعا پڑھی اور بس کی طرف چلا گیا۔ اب اس بات کو ایک سال ہونے کو ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ میں ابھی زندہ ہوں اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ میں مر چکا ہوں"۔[14]

جادوئی حقیقت نگاری عالمی اور مقامی معاصر ادب میں کافی اہمیت کی حامل ہے۔ عالمی ادبی منظر نامے کو دیکھا جائے تو ۲۰۰۷ء میں جونٹ ڈیاز کا ناول "The Brief Wondrous Life of Oscar Wao" طلسمی حقیقت نگاری کے کئی عناصر کی موجودگی ظاہر کرتا ہے ۔جادوئی حقیقت نگاری کے ذریعے مصنف نے ڈومینیکن عوام پر استعماری تاریخ اور سیاسی جبر کو پیش کیا ہے۔ زندگی کے حقائق اور دیومالائی عناصر کو یکجا کر کے جادوئی فضا تخلیق کی گئی ہے۔ اسی طرح ایمی بینڈر کا مشہور و معروف ناول "The Particular Sadness of Lemon Cake" اور مریسے کونڈے کا بکُر پرائز کے لیے نامزد ناول "The Gospel According to the New World" جادوئی حقیقت نگاری کی عمدہ مثال ہے۔[15]

معاصر اردو ادب میں شمس الرحمن فاروقی کے ناول "قبض زماں"، مستنصر حسین تارڑ کے "بہاؤ"، وحید احمد کے ناول "زینو"، اختر رضا سلیمی کے "جاگے ہیں خواب میں" اور مظہر الاسلام کی کئی کہانیوں میں مختلف ثقافتوں، روایتوں اور عقائد کی عکاسی کے لیے جادوئی حقیقت نگاری کا استعمال ملتا ہے۔ خوابوں اور حقیقی تجربات کا ملاپ قارئین کو دنیا کی حقیقتوں کو مختلف زاویوں سے سمجھنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ تمام بحث کو سمیٹتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہانی میں جادوئی عناصر کی موجودگی قدرتی جزو کے طور پر قابلِ قبول ہے اور یہ عنصر کہانی کے فلسفیانہ اور علامتی پہلوؤں کو بھی گہرائی کے ساتھ کہانی میں شامل ہونے کی اجازت دیتا ہے۔ قبولیت کا یہ تاثر کہانی کی ثقافتی، سماجی اور حسی حیثیت کو بھی واضح کرتا ہے اور قاری کو آمادہ کرتا ہے کہ کہانی کو مصنف کی طرف سے پیش کردہ حیثیت میں قبول کر لے۔

طلسمی حقیقت نگاری میں کہانی کا مجموعی مزاج کچھ اس طرح کا ہوتا ہے کہ عام طور پر ایسی کہانیوں میں ایک یا دو مرکزی کردار قدرتی ماحول میں غیر معمولی واقعات کا سامنا کرتے ہیں۔ ان کہانیوں میں زبان اور بیان کی کثیر المعنوی نوعیت ، حقیقت اور جادو کے درمیان ایک ہموار باہمی تعلق قائم کرتی ہے جس کی وجہ سے قاری کے لیے کہانی کو سمجھنا اور محسوس کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ یہ آمیزش تخلیقی نوعیت کی حامل ہوتی ہے۔ جادوئی حقیقت نگاری کا مؤثر استعمال مصنف کی مہارت پر منحصر ہے۔ اس کی تمام خوبیوں کے باوجود مخلوط اور مبہم بیان الجھن میں بھی مبتلا کر سکتا ہے

کہ اصل حقیقی کہانی کیا ہے جو مصنف پیش کرنا چاہتا ہے مگر یہ تو واضح ہے کہ مختلف ثقافتوں اور معاشروں کی عکاسی کرنے اور سماجی مسائل کو اجاگر کرنے کا یہ بہترین طریقہ ہے جس کے ذریعے انسانی نفسیات کے پیچیدہ پہلوؤں کو سہولت سے بیان کیا جاسکتا ہے۔یہ ایک بے حد وسیع موضوع ہے اور معاصر ادب اس بات کی گواہی بھی دے رہا ہے کہ اس کے ذریعے مختلف موضوعات کو اس تکنیک کے تناظر میں مزید دریافت کیا جاسکتا۔مختلف زبانوں کے ادبی متون میں تقابل جادوئی حقیقت کے تناظر میں کیا جاسکتا ہے تا کہ جادوئی حقیقت کو نئے زاویوں سے بھی دریافت کیا جا سکے۔ مثال کے طور پر مختلف ثقافتوں میں جادوئی حقیقت نگاری کے ذریعے ان کے ادب کی منفرد معنویت کا تجزیہ کیا جاسکتا ہے۔اسی طرح معاصر عہد میں انسانی زندگی میں ٹیکنالوجی کی مدد سے وقوع پذیر تیز رفتار تبدیلیوں کو موضوع بنایا جاسکتا ہے۔کرداروں کے نفسیاتی تجربات کو جادوئی حقیقت کے تناظر میں دیکھا جاسکتا ہے۔کہانیوں میں جادوئی حقیقت نگاری کے سبب در آنے والے پراسرار عناصر کی توضیح اور استعمال کے محرکات پر جامع مقالات مرتب کیے جاسکتے ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

ا۔ احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ (جلد اول)، دہلی: مطبع ترقی اردو بیورو، 1967ء، ص690

2۔ احمد دہلوی، فرہنگ آصفیہ (جلد اول)، ص828

3۔ مریم عبادی آسیش، محمت فکرت آرار گوچ، Magical Realism and its European Essence، مشمولہ: Journal of History Culture and Art Research، شمارہ6، مارچ2017ء، ص25

4۔ ایچ ۔پی ۔ شما، Magical Realism: Fascinating World of Evolving Imagery، مشمولہ: International Journal of Creative Research Thoughts، شمارہ6، نومبر2018ء، ص388

5۔ لوئس پارکنسن زمورا، ویندی بی فیرس، Magical Realism: Theory, History, Community، ڈیوک یونیورسٹی پریس، 1995

6۔ تحسین بی بی، مظہر الاسلام کے افسانوں میں سیاسی شعور و عصری موضوعات - ایک تجزیہ، مشمولہ: نور تحقیق، شمارہ 6: جلد2، اپریل تا جون2018ء، ص44

7۔ مظہر الاسلام، خط میں پوسٹ کی ہوئی دوپہر، اسلام آباد: لیو بکس، 2012ء، ص43

8۔ ایضاً، ص43

9۔ ایضاً، ص44

10۔ ایضاً، ص44، 45

11۔ ایضاً، ص45

12۔ ایضاً، ص47

13۔ ایضاً، ص49

14۔ ایضاً، ص 49

15۔ https://www.forbes.com/sites/entertainment/article/magical-realism-books/

References in Roman Script:

1. Ahmad Delhvi, Farhang-i Asfiya (VOL 1), Delhi: Matb’a Tarqi-i Urdu Beareu, 1967, P690
2. Ahmad Delhvi, Farhang-i Asfiya (VOL 1), P828
3. Maryam Ebadi Asayesh, Mehmet Fikret Arargüç, Magical Realism and Its European Essence, Mashmoola: Journal of History, Culture and Art Research, Shumara6, March 2017, P25
4. H.P Suma, Magical Realism: Fascinating World of Evolving Imagery, Mashmoola: International Journal of Creative Research Thoughts, Shumara 6, November 2018, P388
5. Lois Parkinson Zamora, Wendy B. Faris, Magical Realism: Theory, History, Community, Devik University Press, 1995
6. Tehseen Bibi, Mazhar-ul Islam k Afsano’n mein Siyasi Shu’oor-o A’sri Mauzu’aat-Aik Tajziya, Mashmoola: Noor-i Tahqeeq, Shumara 6: Jild 2, April to June 2018, P44
7. Mazhar-ul Islam, Khat mei’n Post ki huwi Daupeher, Islamabad: Leo-books, 2012, P43
8. Mazhar-ul Islam, Khat mei’n Post ki huwi Daupeher, P43
9. As Above, P44
10. As Above, P44-45
11. As Above, P45
12. As Above, P47
13. As Above, P49
14. As Above, P49
15. https://www.forbes.com/sites/entertainment/article/magical-realism-books/